OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾ International Journal of Islamic Thought ﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 62-80

ذبیحہ کی معاصر صورتوں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Slaughtering Practices in Contemporary Forms in the Light of Islamic Teachings: A Critical Analytical Study

Dr. Qaria Nasreen Akhtar
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: qarianasreen@bzu.edu.pk

Abstract

Islam is a complete and comprehensive religion that provides guidance in all aspects of human life. Its teachings are preserved in the Holy Qur'an and authentic Hadith, which remain a source of guidance for Muslims until the Day of Judgment. One of the important aspects of daily life in Islam is the slaughtering of animals, for which clear Prophetic instructions are available. According to Hadith literature, an animal should not be slaughtered in the presence of other animals, nor should it witness the tools of slaughter. It is also recommended that the animal be made to face the Qiblah and that post-slaughter procedures such as cutting the neck or skinning should only be carried out after the soul has departed. In the contemporary era of technological advancement, new methods of slaughtering have emerged, including mechanized slaughterhouses and automated systems controlled by machines, especially in state-regulated facilities in various countries. These developments have raised important jurisprudential questions regarding the permissibility of stunning animals before slaughter and machine-assisted slaughtering methods. This article critically examines modern slaughtering practices in the light of Islamic teachings, with special reference to the rulings concerning halal and haram, the ethics of slaughter, pre-slaughter stunning, and mechanized slaughter systems.

***Keywords**: Innovation, Modern Technology, Beliefs, Ritual Slaughter, Halal and Haram, Islamic Law.*

CC BY

تمہید

اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا عین تقاضا ہے کہ وہ کائنات میں بسنے والی تمام مخلوقات کے لئے (جو غذا کی محتاج ہوں) مناسبِ حال غذا کا انتظام کرے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے رزّاق ہونے کا بار بار ذکر کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے بہت ہی تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ زمین میں جتنے بھی ذی روح ہیں۔ان کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔اسلام عقائد، عبادات، معاشرت، معیشت اور اخلاق کے ایک جامع نظام پر مشتمل ہے۔ اس نے انسانوں کو کھانے پینے کا بھی ایک واضح نظام دیا ہے، جو نہایت جامع، صحتمند، متوازن، پاکیزہ اور نفیس حیثیت کا حامل ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو حلال حرام کی باقاعدہ تعلیم دیتا ہے اور ایمان و تقوی، دعاؤں کی قبولیت اور اللہ کے قریب ہونے کی بنیاد بھی حلال کو ٹھہراتا ہے۔ اس حساس مسئلہ کے بارے میں قرآن وسنت میں واضح تعلیمات موجود ہیں اور فقہاء نے حلال و حرام کے اصول و ضوابط مقرر فرما کر امت کے لئے آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ حلال کھائے۔ چنانچہ جن علاقوں یا ممالک میں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں انہیں حلال چیزیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ لیکن جہاں مسلمان اقلیت میں ہوتے ہیں وہاں خود ان کے لئے یہ مشکل ہوتا ہے کہ اپنے لئے ہر قسم کے حلال کھانوں کا انتظام کریں۔ گوشت انسان کی بنیادی غذائی ضروریات میں سے ایک ضرورت ہے۔ اسلام نے بھی مسلمانوں کو حلال گوشت استعمال کرنے کی اجازت دی ہے اور ذبح کا ایک مستقل طریقہ تعلیم فرمایا ہے۔ صرف اسی خاص طریقہ پر ذبح کیا جانے والا جانور حلال ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی غذا سے متعلق حلال و حرام کا تفصیلی قانون بھی عنایت فرمایا۔

موجودہ دور میں سائنسی ترقیات اور مشینوں کی ایجادات کے نتیجہ میں نیز انسانی غذاؤں کی بڑھتی ضرورت کی تکمیل اور کم نرخ پر سامان کی فراہمی کے مقصد سے مشینوں کے ذریعہ جانوروں کے ذبح کی متعدد شکلیں سامنے آئی ہیں۔ اسی طرح ذبح کے عمل میں تیز رفتاری لانے کے لئے نیز دیگر آسانیوں کے پیش نظر جانوروں کو ذبح سے پہلے بیہوش کرنے کے بھی متعدد طریقے رائج ہوئے ہیں۔ ذبح کے اسلامی اصول وآداب، حلت و حرمت، مشینی ذبح اور اس سے پہلے بیہوش کرنے کے عمل کی تفصیل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا ذبح کی حقیقت واقسام، ذابح کی تعین، تسمیہ کی کیفیت و حکم، ذبح سے پہلے بیہوشی اور مشینی ذبح کا جائزہ یہ وہ امور ہیں جن پر ذیل میں روشنی ڈالی جارہی ہے۔

ذبح کی تعریف

ذبح کے لغوی واصطلاحی معنی:

ذبح کے معنی شرعی طریقوں سے جانور کو حلال کرنا، گلا کاٹنا، گلے پر چھری پھیرنا، کسی تیز دھار آلے سے قتل کرنا۔ ذبح کے لغوی معنی شق کے ہیں یعنی پھاڑنا۔

[وَأَصْلُ الذَّبْحِ الشَّقُّ][1]

ذبح کے اصلاحی معنی جانور کے چار یا تین رگوں (حلقوم[2]، مری[3]، اور ودجان[4]) کا کاٹنا ہے۔

[عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ : الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ][5]

''سعید بن جبیر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ذبح حلق اور لبہ میں ہے''۔

بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر حلال جانور کے گلے کی رگوں کو کاٹنا تاکہ خون نکل جائے۔ ایسا جانور ذبیحہ کہلاتا ہے۔

انسان کے لیے جو چیزیں مفید ہوتی ہیں اللہ تعالی نے اسی کو جائز وحلال قرار دیا ہے اور جو چیزیں فطرت سلیمہ کے ناموافق یا صحت انسانی کے لیے نقصان دہ ہوں ان کو ناجائز وحرام قرار دیا ہے اور جو چیزیں حلال وجائز قرار دی گئی ہیں اس کے استعمال کے جائز طریقے بھی بتلائے گئے چونکہ جانور کے اندر موجود 'بہنے والا خون' (دم سائل) انسان کے لیے نقصان دہ ہے اس سے جانور کو پاک وصاف بنانے کا جو طریقہ ہے اسے ذبح کہا جاتا ہے اگر بغیر ذبح کے وہ جانور استعمال کیا گیا تو بہنے والا خون اس کے گوشت وغیرہ میں سرایت کر جاتا ہے جس کی وجہ سے پاک چیز بھی ناپاک ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۝ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ﴾[6]

"پیغمبر یہ تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے تو کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال ہیں"۔

عمل ذبح میں دو چیزیں بنیادی ہیں۔ ایک ذبح کا مقام وطریقہ اور دوسرا آلہ ذبح۔ ذبح کے طریقہ میں حالت اختیار یعنی ذبح کے عام حالات اور حالاتِ اضطرار یعنی شکار اور مجبوری کی صورت کے ذبح میں فرق کیا گیا ہے۔ ذبح کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذبح اختیاری، (۲) ذبح اضطراری۔

ذبح اختیاری:

جو جانور انسان کے قابو میں ہوتے ہیں خواہ وہ پالتو ہوں یا جنگلی اسے ذبح کرنا ذبح اختیاری کہلاتا ہے۔ ذبح اختیاری کے لیے ضروری ہے کہ غذا، سانس اور خون کی دونالیوں میں سے کم از کم تین رگیں کٹ جائیں۔ قابو یافتہ جانوروں میں ذبح کا عمل حلق اور لبہ میں انجام دیا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

بعث رسول اللہﷺ بدیل بن ورقاء الخزاعی علی جمل اورق یصیح فی فجاج منی: الا ان الذکاۃ فی الحلق واللبۃ۔[7]

"رسول اکرم ﷺ نے حضرت بدیل بن ورقاء کو مدینہ کی گلیوں بھیج کر اعلان کرایا کہ مقام ذبح حلق اور لبہ ہیں"۔

ذبح کا ایک طریقہ "نحر" بھی ہے جو اونٹ کو ذبح کے لیے استعمال ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ گردن اور سینے کے درمیان اونٹ کی شہ رگ پر نیزہ مارا جائے۔ قرآن کریم میں بھی نحر کے بارے میں آیا ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ)[8] "آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں"۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ... وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا[9]

"انس بن مالکؓ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کئے"۔

ذبح اضطراری:

جو جانور قابو میں نہ آتا ہو، ایسے جانور کو ذبح کرنے کے لیے کسی خاص قسم کی رگ وغیرہ کا کاٹنا ضروری نہیں ہوتا، کسی بھی جگہ زخم لگا دینا کافی ہوتا ہے، اگر زخم لگانے کے بعد جانور قابو میں آجائے تو اسے صحیح طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے گا اور اگر مرنے کے بعد ہی قابو میں آئے تو حلال ہو جائے گا اور اس طرح کرنے کو ذبح اضطراری کہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں بیان ہے کہ:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اعْجَلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوا بِهِ هَكَذَا[10]

”حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم کل دشمن سے لڑنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کر یا ہوشیاری کر جو خون بہادے اور اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھا لے، سوائے دانت اور ناخن کے۔ اور میں تجھ سے کہوں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔ راوی نے کہا کہ ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں، پھر ان میں سے ایک اونٹ بگڑ گیا، ایک شخص نے اس کو تیر سے مارا تو وہ ٹھہر گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان اونٹوں میں بھی بعض بگڑ جاتے ہیں اور بھاگ نکلتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھاگتے ہیں۔ پھر جب کوئی جانور ایسا ہو جائے تو اس کے ساتھ یہی کرو۔ (یعنی دور سے تیر سے نشانہ کرو)“۔

ذبح اضطراری کے لیے ”صید“ (شکار) اور ”عقر“ (زخمی) کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا تربیت یافتہ شکاری جانور سے یا تیر وغیرہ سے اللہ کا نام لے کر کسی جانور کا شکار کیا جائے اور وہ جانور زخمی ہو جائے اور اس کا خون بہہ جائے تو اس کو کھانا جائز ہے۔ زخمی ہونا یعنی بدل کے کسی بھی حصہ کا کٹنا اور اس سے خون کا بہنا ضروری ہے، خواہ شکار کا عمل کسی جانور سے کیا گیا ہو یا تیر سے یا لکڑی اور پتھر سے۔ لیکن اگر جانور کا جسم نہ کٹے بلکہ چوٹ کے صدمہ سے وہ مر جائے تو اس کو کھانا حلال نہیں ہوگا، حدیث شریف میں ہے کہ اگر تیر کی چوڑائی سے چوٹ کھا کر جانور مر جائے تو وہ ”وقیذ“ ہے اور اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

عن عدی بن حاتم :سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المعراض فقال:إذا أصبت بحده فكل،وإذا أصاب بعرضه فقتل فإنه وقيذ فلا تأكل[11]

عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس کی دھار سے لگے تو کھاؤ اور جب اس کی چوڑائی سے لگے اور مر جائے تو وہ ”وقیذ“ ہے، اسے مت کھاؤ“۔

ذبح کی شرائط وآداب:

حیوانات بھی غذا کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، جانور سے حاصل ہونے والا دُودھ نوع بہ نوع طریقوں پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت بھی نہایت لذت بخش اور انسانی جسم پر تیزی سے اثر انداز ہونے والی غذا ہے، پھر قدرت نے انسانی جسم کو کچھ اس طرح بنایا ہے کہ اس کو نباتی غذا کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور لحمی غذا کی بھی، اور ہضم کے اعتبار سے بھی اس میں ان دونوں طرح کی غذاؤں کو ہضم کرنے کی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دونوں طرح کی غذاؤں کی گنجائش رکھی ہے؛ البتہ انسان کی جسمانی صحت اور اخلاقی مصالح ومفاسد کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ جانور حلال کئے گئے ہیں اور کچھ جانور حرام، بنیادی طور پر کیڑے مکوڑے حرام ہیں، درندہ، چرند وپرند بھی حرام قرار دیئے گئے ہیں کہ انسان کہیں درندہ صفت نہ بن جائے، بعض جانور اس لئے حرام کئے گئے ہیں کہ ان کے کھانے سے اخلاقی طور پر بے اعتدالی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے خنزیر ان کو چھوڑ کر بہت سے جانور جیسے اونٹ، گائے، بکرے، مرغیاں وغیرہ کو حلال قرار دیا گیا۔

حلال جانوروں کے کھانے کے لئے کچھ مہذب اُصول مقرر کئے گئے، ان میں تین باتیں بنیادی ہیں، جن میں سے دو کا

تعلق عقیدہ و مذہب سے ہے اور ایک کا تعلق انسانی صحت اور اس کی جسمانی مصلحت سے ہے، پہلا حکم یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے والا مسلمان، یہودی یا عیسائی ہو، یعنی وہ فی الجملہ عقیدۂ توحید کا قائل ہو، دوسرے ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا اور صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو، نہ غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور نہ قصداً اللہ کا نام لینے سے گریز کیا گیا ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ۝ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۝ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ۝ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ۝ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۝ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ۝ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾[12]

"تمہارے اوپر حرام کر دیا گیا ہے مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور جو جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور منخنقہ اور موقوذہ، اور متردیہ اور نطیحہ اور جس کو درندہ کھا جائے مگر یہ کہ تم خود ذبح کر لو اور جو نصاب پر ذبح کیا جائے اور جس کی تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی کرو کہ یہ سب فسق ہے اور کفار تمہارے دین سے مایوس ہو گئے ہیں لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے لہٰذا جو شخص بھوک میں مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔

یہ شرطیں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ اکثر اقوام میں اپنے معبودوں کی تقدیس کے لئے یا ان کے نام پر جانور قربان کرنے کا تصور رہا ہے۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ جن مواقع کو لوگ مشرکانہ مقاصد کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ اسلام ان کا رُخ موڑتے ہوئے ان ہی مواقع کو عقیدۂ توحید کو راسخ اور مضبوط کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے اور عمل کو باقی رکھتے ہوئے اس کے رُخ اور جہت کو تبدیل کرتا ہے؛ کیوں کہ عقیدۂ توحید صرف ایک مذہبی عقیدہ نہیں؛ بلکہ کائنات کی واضح ترین سچائی ہے اور اس سچائی کا تقاضا ہے کہ خدا کی ایک مخلوق کو اور وہ بھی ایک جاندار استعمال کرتے ہوئے اس کی معبودیت اور کبریائی کا اعتراف کیا جائے۔ حدیث مبارکہ میں روایت ہے کہ:

حدثنا عبد الله ب عمر ، عن رسول اللهء انه لقي زيد بن عمرو بن نفيل باسفل بلدح، فقدم إليه رسول الله ﷺ سفرة فيها لحم فابى ان ياكل منها، ثم قال: إني لا آكل ما تذبحون على انصابكم ولا آكل إلا ما ذكر اسم الله عليه۔[13]

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زید بن عمرو بن نوفل سے بلد کے مقام پر ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی ضیافت کے لیے گوشت پیش کیا آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جو جانور اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں انہیں نہیں کھاتا، میں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں جس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

ذبح کرنے والا عاقل، بالغ یا ایسا بچہ ہو جو ذبح کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور اسے سمجھتا ہو اور مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے یہودی یا عیسائی ہو بشرطیکہ وہ اپنے مذہب کے اصول، پیغمبر اور کتب سماویہ کو مانتے ہوں، نجوم پرست نہ ہوں، اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام جان بوجھ کر نہ چھوڑے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۞ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۞ اِنَّ رَبَّكَ هُوَاَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۞﴾[14]

"اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم وہ نہیں کھاتے ہو جس پر نامِ خدا لیا گیا ہے جب کہ اس نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے انہیں تفصیل سے بیان کر دیا ہے مگر یہ کہ تم مجبور ہو جاؤ تو اور بات ہے اور بہت سے لوگ تو اپنی خواہشات کی بنا پر لوگوں کو بغیر جانے بوجھے گمراہ کرتے ہیں۔ اور تمہارا پروردگار ان زیادتی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے"۔

جانور کو شرعی طریقہ سے حلال کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام لینا لازم ہے اور آلہ ذبح تیز دھار اور خون بہا دینے والا ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں حدیث مبارکہ میں اصولی ہدایت ہے: حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اعْجَلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ[15]

"حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم کل دشمن سے لڑنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کر یا ہوشیاری کر جو خون بہا دے اور اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھا لے، سوائے دانت اور ناخن کے۔ اور میں تجھ سے کہوں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

ذبیحہ کی معاصر صورتیں:

آبادی میں دن بدن اضافے کی وجہ سے گوشت کا کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ حصول عصر حاضر کی ایسی ضرورت ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے مغربی ممالک میں "مشینی ذبیحہ" کو متعارف کروایا گیا۔ مغربی ممالک کے مذبح خانوں میں رائج مشینی ذبیحہ میں دیگر بہت سارے قابل تحفظ پہلوؤں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ذبح کے عمل سے پہلے جانور کو "بے ہوش" یا "سن" کیا جائے۔ ان کی نظر میں یہ عمل جانور سے ذبح کی تکلیف کو کم کر دیتا ہے۔ نیز ذبح کرنے والا بھی آسانی سے ذبح کر سکتا ہے اور وہ جانور کے کسی بھی ممکنہ حملے سے بچ سکتا ہے۔

عصر حاضر میں سائنسی ترقی اور نئی نئی ایجادات سے ایسے مسائل پیدا ہو گئے ہیں اگر ان کا حل نہ نکالا جائے تو مذہب کے ماننے والے ذہنی تشکیک میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیونکہ جس دور میں ہم ابھی رہ رہے ہیں وہ یہ دور ہے کہ گھنٹوں کے کام اب منٹوں اور سیکنڈوں میں ہو رہے ہیں۔ ظاہر اس دور کو "مشینی دور" کہا جاتا ہے۔ شروع شروع میں مغربی ممالک میں مسلمانوں اور یہودیوں کو اس بات کا استثناء حاصل تھا کہ وہ چاہیں تو اسٹنگ کے بغیر بھی مذبح خانوں میں جانور ذبح کر سکتے ہیں، لیکن آہستہ آہستہ مغربی ممالک میں اسٹنگ کو ذبح کا جزو لازم قرار دیا جانے لگا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ذبح سے پہلے اسٹنگ جائز ہے یا ناجائز؟

مشینی ذبیحہ (عمل تدویخ) (Stunning) کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق " Stun "کا معنی ہے: مار کر بے ہوش کرنا، چکرا دینا، حیرت میں ڈال دینا، سراسیمہ

کرنا۔[16]

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق جدید مذبح خانوں کی اصطلاح میں جانوروں کے رحمدلانہ ذبح کی خاطر انھیں ذبح سے پہلے بے ہوش کرنے کو "Stunning" کہتے ہیں۔[17] عربی زبان میں تدویخ کا معنی ہے: سر کا چکرانا، چونکہ اسٹننگ کے عمل میں بھی جانور چکرا کر بے ہوش ہو جاتا ہے، لہٰذا تدویخ کے لفظ کو جدید عربی زبان میں "Stunning" کا ہم معنی قرار دیا گیا۔[18] عمل تدویخ کو مشینی ذبیحہ بھی کہا جاتا ہے۔

مشینی ذبیحہ (عمل تدویخ) کی اقسام

جدید ذبح خانوں میں جانوروں کو بے ہوش کرنے کے طریقے درج ذیل ہیں:

کرنٹ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنا (Electrical Stunning):

لیکٹریکل اسٹننگ وہ طریقہ ہے جس میں برقی رو یا الیکٹرک کرنٹ جانور کے دماغ یا اس کے دل سے یا دونوں سے بیک وقت گزارا جاتا ہے۔ تاکہ بیہوش کرنے کا عمل زیادہ موثر طور پر انجام پا سکے۔ مرغیوں کو اجتماعی طور پر کرنٹ دینے کے لیے ٹھنڈے پانی کے حوض میں کرنٹ چھوڑ کر انھیں اسمیں سے گزارا جاتا ہے، اس کو الیکٹریکل واٹر باتھ (Electrical Water Bath) کہا جاتا ہے، اور انفرادی طور پر کرنٹ دینے کے لیے جو طریقہ ایجاد کیا گیا ہے اسے ہیڈ اونلی الیکٹریکل اسٹننگ (Head Only Electrical Stunning) کا نام دیا گیا ہے، اس طریقے میں علیحدہ علیحدہ ہر مرغی کی گردن ایک ایسی کون میں ڈالی جاتی ہے کہ جس کے دونوں طرف ایک خشک الیکٹروڈ (Dry Electrode) لگا ہوتا ہے، یہ الیکٹروڈز جوں ہی مرغی کے سر سے لگتے ہیں، فوراً مرغی ان سے نکلنے والے کرنٹ سے بے ہوش ہو جاتی ہے۔ جبکہ بکروں اور بھیڑوں وغیرہ کو ہیڈ فون نما ایک آلے کے ذریعے کرنٹ دیا جاتا ہے، جسکے دونوں طرف ایک عدد چمٹی لگی ہوتی ہے، آلے کی دونوں چمٹیوں کو جانور کی پیشانی پر رکھ کر اسمیں کرنٹ چھوڑ دیا جاتا ہے۔اسے "الیکٹرک ٹنگ" (Electric Tong) کہا جاتا ہے۔[19]

گیس کے ذریعہ جانور کو بے ہوش کرنا (Gas Stunning):

اس طریقے میں جانوروں کو کچھ خاص گیسوں کے مکسچر سے بے ہوش کیا جاتا ہے۔ یہ گیسیں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور کاربن مونو آکسائید ہیں۔ ان گیسوں کو سانس میں استعمال ہونے والی گیس (Breathing Gas) مثلاً آکسیجن کے ساتھ ملا کر دیا جاتا ہے، تاکہ جانور پر بیہوشی طاری ہو جائے اور جانور کی موت واقع نہ ہو۔ اگر صرف ایک گیس کو چیمبر میں چھوڑیں گے تو جانور مر جائے گا۔ یہ عمل الیکٹریکل اسٹننگ کے مقابلے میں سست روی سے انجام پاتا ہے، جس کی وجہ سے نقصان کے امکانات بھی کم ہوتے ہیں۔[20]

ضرب کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنا (Percussive Stunning):

اس طریقہ کار میں ایک ایسا آلہ استعمال کیا جاتا ہے جو جانور کے سر پر مارا جاتا ہے، دور قدیم میں اس مقصد کے لیے ایک ہتھوڑا نما آلہ استعمال کیا جاتا تھا، جو ہاتھ میں پکڑ کر جانور کے سر پر مارا جاتا تھا، بیسویں صدی کے آخر میں "کیپٹو بولٹ پسٹل (Captive Bolt Pistol)" نے اسکی جگہ لے لی، یہ سر پر ضرب لگانے کا جدید طریقہ ہے۔ اس طریقہ کار میں جانور کی پیشانی کے درمیان میں پستول نما ایک آلہ رکھا جاتا ہے اور جب اس کا بٹن دبایا جاتا ہے، تو اس میں سے لوہے کی ایک سلاخ نکل کر جانور کی پیشانی میں پیوست ہو جاتی ہے، جس سے جانور بیہوش ہو جاتا ہے، یہ طریقہ عموماً گائیوں کو بے ہوش کرنے لئے استعمال

کیا جاتا ہے ، اس طریقہ سے جانور پر فوری بیہوشی طاری ہو جاتی ہے ، جس کی وجہ دماغ کا ایک دورہ "Brain Trauma" ہے۔ بعض مذبح خانوں میں ایسی کیپیٹو بولٹ پسٹل استعمال کی جاتی ہے ، جو صرف سر پر ضرب لگاتی ہے ، سر میں سوراخ نہیں کرتی۔ جبکہ بعض پسٹلز میں کارتوس بھی ڈالیں جاتے ہیں، دور جدید میں ان پسٹلز کی بے شمار اقسام ہیں۔[21]

مشینی ذبیحہ (عمل تدویخ) کے متعلق معاصر علماء کے مؤقف کا جائزہ

علماء اسلام خصوصا علماء عرب اور علماء بر صغیر پاک و ہند نے جہاں مشینی ذبیحہ کے دیگر پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے ، وہیں انہوں نے ذبح سے پہلے عمل تدویخ کو بھی اپنی بحث کا حصہ بنایا ہے۔ اس حوالے سے علماء کے تین گروہ ہیں۔

مانعین کا مؤقف

ذیل میں ان علماء کے مؤقف کو بیان کیا جائے گا جو عمل تدویخ کی تمام صورتوں کو نا جائز قرار دیتے ہیں۔ علماء کی ایک جماعت کا مؤقف ہے کہ ''جانور کو ذبح سے پہلے بے ہوش کرنے کا طریقہ طریقہء شرع اور سنت متوارثہ[22] کے خلاف ہے، ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر ذبح سے پہلے، عمل تدویخ کے نتیجے میں جانور کی موت واقع ہو جائے، تو جانور مردار ہے، اسکا کھانا جائز نہیں، لیکن اگر جانور میں قبل از ذبح حیات مستقرہ موجود تھی، اور اسی حالت میں جانور کو ذبح کر لیا گیا تو ایسی صورت میں اسکا کھانا حلال ہے۔ یہ مؤقف مفتی محمود حسن گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا یوسف لدھیانوی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا ہے، جامعہ بنوریہ کراچی کے دارالافتاء نے بھی اسی کے موافق فتوی دیا ہے''۔[23]

فقہاء نے حیات کی تین اقسام بیان کی ہیں:

1۔ **حیات مستقرہ:** جانور میں موجود ایسی زندگی جو اسکے جسم میں جاری و ساری اور رکی ہوئی ہو ، یعنی جانور کے جسم میں روح ہو اور اس میں اپنے ارادے سے دیکھنے کی قوت ہو ، نیز اسکی تمام حرکات اختیاری ہوں نہ کہ اضطراری۔

2۔ **حیات مستمرہ:** جانور کے جسم سے روح نکل رہی ہو ، اس موقع پر اس میں جو زندگی ہوتی ہے اسے حیات مستمرہ کہا جاتا ہے۔ کتب فقہ میں اسے اصل حیات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

3۔ **حرکت مذبوحی:** اسکا مطلب ہے مذبوح کی زندگی۔ یعنی ذبح کے بعد جانور میں جو زندگی ہوتی ہے اسے حرکت مذبوحی کہا جاتا ہے۔ اس حالت میں نہ تو جانور اپنے ارادے سے دیکھ سکتا ہے اور نہ ادھر ادھر حرکت کر سکتا ہے ، بلکہ اسکا دیکھنا اور مختلف حرکتیں کرنا اضطراری ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک پالتو جانوروں میں ذبح سے پہلے حیات مستمرہ کافی ہے، جبکہ صاحبین اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک حیات مستقرہ ہونی ضروری ہے۔[24]

دلائل:

مولانا یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں: اگر سر پر چوٹ مار کر ذبح کرنے میں جانور کو راحت ہوتی اور یہ طریقہ اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خود اسکی تعلیم فرماتے۔ جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے وہ گویا اپنے آپکو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ذہین ثابت کرنے جا رہے ہیں۔[25]

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں: ذبح کی علت یہ ہے کہ جانور کے جسم سے خون کا اخراج ہو جائے، جبکہ بے ہوشی کی وجہ سے طبیعت کمزور ہو جاتی ہے اور خون کا اخراج کم ہوتا ہے، لہٰذا شرعی لحاظ سے ایسا کرنا ممنوع ہو گا۔ نیز بدن میں کافی خون

موجود ہونے کے باوجود جب خون کم نکلے گا تو باقی خون گوشت میں مل جائے گا، لہٰذا طبّی لحاظ سے بھی ایسا کرنا ممنوع ہو گا۔[26]

عبد اللہ عبد الرحیم العبادی کہتے ہیں کہ مغرب کے مسیحی اور بت پرست خون کو کالے مشروب کی صورت میں استعمال کرتے ہیں، لہٰذا وہ ذبح سے پہلے جانور کو تدویخ کے عمل سے گزارتے ہیں تاکہ جانور کا خون اسکے اندر ہی رہے اور جسم سے باہر اسکا اخراج نہ ہونے پائے، تاکہ وہ اسے استعمال کر سکیں، جبکہ مسلمان اور یہودی خون کے استعمال کو حرام کہتے ہیں، لہٰذا یہ بات ناممکن ہے کہ وہ کسی ایسے طریقے کو قبول کریں کہ جس سے خون کا کافی مقدار میں اخراج ممکن نہ ہو۔ نیز تدویخ کا طریقہ، حیوانات کے اجتماعی قتل کے اس طریقے کے مقابلے میں زیادہ نرمی والا ہو سکتا ہے جو ماضی میں مغربی ممالک میں زیر استعمال تھا، لیکن یہ ذبح کے مقابلے میں زیادہ رحیمانہ نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اخراج خون سے پہلے تدویخ ایک عیب ہے جو عصبی صدمہ پیدا کرتا ہے اور یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں خون کی گردش بند ہو جاتی ہے۔ تدویخ کے مشینی آلات کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ نصف صدی سے زیادہ ہو گیا ہے، لیکن تجربات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تدویخ کا کوئی ایک بھی ایسا آلہ نہیں ہے کہ جسے بے خطر استعمال کیا جا سکے۔[27]

ڈاکٹر محمد شکیل اوج کے مطابق یورپ اور امریکا میں جانور کو الیکٹرک شاک کے ذریعے بے ہوش کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے، اسکی منطقی توجیح تو بہت خوبصورت ہے کہ جانور کو بے ہوش یا سن کر کے اسکی تکلیف کم کی جائے، لیکن فن ذبح کے ماہرین خوب جانتے ہیں کہ ذبح کی حقیقت اسکے تذکیہ میں پوشیدہ ہے اور تذکیہ کیلئے جانور کا تڑپنا ضروری ہے۔ جتنا جانور زیادہ تڑپے گا اسی قدر خون کا اخراج ہو گا، اور اسکا تذکیہ عمدہ طریقے پر ہو جائے گا، کیونکہ گوشت، خون کے زہریلے جراثیم سے پاک ہو جائے گا اور ایسے ہی گوشت کو حلال وطیب کہا جاتا ہے، قرآن کی رو سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی چیز کے قابل طعام ہونے کے لیے فقط اس کا حلال ہونا کافی نہیں بلکہ طیب ہونا بھی ضروری ہے، اسی لیے متعدد مقامات پر "حلال طیبا" کے الفاظ اکٹھے لائے گئے ہیں۔

جن جانوروں کے ہوش و حواس ختم کر کے انہیں ذبح کیا جاتا ہے انہیں ظاہری پہلو کے لحاظ سے ذبیحہ تو کہہ سکتے ہیں، لیکن حلال طیب نہیں کہہ سکتے اس بات کا بھی خیال رہے کہ دماغ پر چوٹ یا ضرب مار کر جانور کو تھوڑی سی دیر کے لیے بے حس وحرکت کر کے ٹھیک اسی وقت ذبح کرنا، قریب قریب موقوذیت والی کیفیت کو مصنوعی طور پر پیدا کرنا ہے۔ قرآن مجید میں فطری موقوذہ کے بارے میں "الا ماذ کیتم" (المائدہ: 3) کے الفاظ سے یہ قانون بتلایا گیا ہے کہ اگر اسے ذبح کر لیں تو وہ حلال ہو جائے گا، لیکن مذکورہ صورت میں جانور کو مصنوعی طور پر موقوذہ بنایا جاتا ہے لہٰذا مصنوعی موقوذہ کو فطری موقوذہ پر قیاس کر کے حلت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، اگرچہ اس جانور کو الٹا کر کے اس کی نالیوں میں سے خون کو ڈرین کر لیا جائے۔ ایسا کرنا اسلام کے ذبح کے قانون کا مذاق اڑانا ہے۔[28]

لجنۃ الفتاویٰ بالشبکۃ الاسلامیۃ کا موقف

جانور کی قوت مزاحمت کم کرنے کیلئے بجلی کا کرنٹ استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف پہنچتی ہے، اور ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے، اگر کوئی ایسا کرنے کے بعد جانور کو ذبح کر دے اور ذبح سے پہلے جانور میں حیات مستقرہ موجود ہو تو جانور کا کھانا حلال ہے۔ دلیل، باری تعالیٰ کا قول : الا ماذ کیتم (المائدہ: 3) ہے۔ حیات مستقرہ کی موجودگی کی دو علامات ہیں : جانور حرکت کرے یا اس سے تیزی سے خون بہہ کر نکلے۔[29]

مجوزین بالشرط کا مؤقف

ذیل میں ان علماء کے مؤقف کو بیان کیا جائے گا جو عمل تدویخ کی مخصوص صورتوں کو شرائط و ضوابط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا مؤقف

ذبح سے پہلے مرغیوں کے عمل تدویخ کے حوالے سے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا کہنا ہے کہ مرغیوں کو اگر ذبح سے پہلے ایسے ٹھنڈے پانی سے گزارا جائے کہ جس میں کرنٹ نہ ہو، اور مرغیاں صرف پانی کی ٹھنڈک کی وجہ سے سن ہو جائیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر اس پانی میں کرنٹ موجود ہو اور مرغیاں اس کرنٹ کی وجہ سے سن ہو جائیں تو پھر بھی یہ عمل ذبح کے لیے مضر نہیں ہے، کیونکہ اس سے مرغیوں کی موت واقع نہیں ہوتی۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ مرغیوں کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، دماغ کے ماؤف ہو جانے سے دل سکڑ جاتا ہے اور اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سن کیے ہوئے جانور سے اس جانور کی نسبت خون کم نکلتا ہے کہ جس کو سن نہ کیا گیا ہو۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس امر کی تحقیق کرنی چاہیے کہ کہیں کوئی معین جانور اس عمل سے مر تو نہیں گیا، کیونکہ ایسے جانور کا کھانا جائز نہیں، اگرچہ بعد میں شرعی طریقے پر اس کی رگیں کاٹ دی جائیں۔ لہٰذا اس معاملے کی خوب تحقیق کرنی چاہیے کہ اس کرنٹ میں اتنی طاقت تو نہیں ہے کہ یہ مرغیوں کو ذبح سے پہلے ہی مار دے، اور اس بات کی بھی کڑی نگرانی کرنی چاہیے کہ کہیں کوئی مرغی ذبح سے پہلے مر کر چین کے ذریعے آگے ذبح ہونے نہ پہنچ جائے لیکن اس کے باوجود بھی اس عمل کا ترک کرنا اولی ہے، تاکہ کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ مشینی ذبیحہ میں تھوڑی سے ترامیم کروا کر اسے شریعت کے مطابق بنایا جا سکتا ہے اس میں ایک ترمیم یہ بھی ہے کہ ٹھنڈے پانی میں بجلی کا کرنٹ نہ چھوڑا جائے، یا اس بات کا یقین حاصل کر لیا جائے کہ اس کے نتیجے میں مرغی کے دل کی دھڑکن بند نہ ہو جائے۔ گائے اور بکری وغیرہ کو بے ہوش کرنے کیلئے عموماً چار طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کیا جاتا ہے:

1) سر پر ہتھوڑا مار کر بے ہوش کرنا۔

2) مخصوص قسم کے پستول سے جانور کی پیشانی پر سلاخ فائر کر کے بے ہوش کرنا۔

3) چمٹی کی طرح کے آلے کو جانور کی کنپٹیوں پر رکھ کر اس کے ذریعے کرنٹ چھوڑ کر بے ہوش کرنا۔

4) کاربن ڈائی آکسائڈ کے چیمبر میں جانور کو ڈال کر اسکو بے ہوش کرنا۔

5) ان چاروں طریقوں کے بارے میں مفتی صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ اگر ان طریقوں کے استعمال سے جانور سے ذبح کی تکلیف کم ہو جاتی ہے تو انکا استعمال جائز ہو گا ورنہ نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: [

اذا قتلتم فاحسنو االقتلة ، واذا ذبحتم فاحسنو االذبح وليحد احدكم شفرته وليرح ذبيحته]۔[30]

"جب تم (کسی کافر کو) قتل کرو تو اچھے انداز میں قتل کرو، اور جب تم (کسی جانور کو) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اور اپنی چھری تیز کر لو اور اپنے جانور کو راحت پہنچاؤ"۔

جہاں تک بے ہوشی کے عمل کا تعلق ہے جو بعض حالات میں حیوانات کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے اور ذبح کی تکلیف سے زیادہ اس میں تکلیف ہوتی ہے، جیسا کے پیشانی پر ہتھوڑا مار کر بے ہوش کرنا، یہ طریقہ بلا شبہ شرعاً ناجائز ہے۔ باقی تین

طریقوں کے بارے میں ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ انکے استعمال سے ذبح کی تکلیف میں کمی ہوتی ہے یا زیادتی ؟اس لیے کہ حیوان کی پیشانی پر پستول چلانے سے اسکو شدید چوٹ لگتی ہے ، کرنٹ کا جھٹکا بھی تکلیف سے خالی نہیں اور حیوان کو گیس کے چیمبر میں بند کرنا بھی حیوان کا سانس گھٹنے کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ لیکن علم الحیوان کے ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ یہ طریقے جانور سے ذبح کی تکلیف کم کر دیتے ہیں ، لہٰذا اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ انکی وجہ سے ذبح کی تکلیف کم ہو جاتی ہے اور جانور کی موت بھی واقع نہیں ہوتی تو انکا استعمال جائز ہو گا ورنہ ناجائز۔ جب تک یہ طریقے مشکوک ہیں ،اس وقت تک ان سے دور رہنا ہی مناسب ہے۔[31]

مجمع الفقہ الاسلامی (انٹرنیشل اسلامک فقہ اکیڈمی سعودی عرب) کا موقف

28 صفر 1418ھ کو مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کا دسواں اجلاس جدہ سعودی عرب میں منعقد ہوا، جس میں ذبح کے حوالے سے فقہاء، اطباء، اور غذائی ماہرین نے ایک قرارداد منظور کی جو "قرار بشان الذبائح" کے نام سے معروف ہے۔اس قرارداد میں یہ بات طے کی گئی کہ تذکیہ شرعی کی حقیقت یہ ہے کہ یہ بغیر تدویخ کے ہو، اس لیے کہ ذبح اسلامی اپنی شرائط و آداب کے ساتھ ایک ایسا طریقہ ہے جو جانور کے لئے سب سے کم تکلیف دہ ہے۔ اس قرارداد میں عمل تدویخ کے حوالے سے درج ذیل شقیں پاس کی گئیں:

(ا) اگر کسی جانور کو مندرجہ ذیل فنی شرائط ملحوظ رکھتے ہوئے عمل تدویخ سے گزارا جائے اور پھر اسے تذکیہ شرعیہ کے مطابق ذبح کر دیا جائے تو اسکا کھانا حلال ہے۔ کیونکہ ماہرین نے ان شرائط کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ شرائط جانور کو ذبح سے پہلے موت تک نہیں پہنچنے دیتیں:

1) کرنٹ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنے کی صورت میں چمٹی نما آلہ جانور کی دونوں کنپٹیوں پر رکھ کر اسے کرنٹ دیا جائے۔

2) کرنٹ کے وولٹیج کی رینج 100-400 وولٹ ہو۔

3) بھیڑ بکریوں کیلئے کرنٹ کی شدت 0.75–1.0 amps ہو اور گائیوں کے لیے 2-2.5 amps ہو۔

4) کرنٹ دینے کا وقت 3–6 سیکنڈ ہو۔

(ب) جانور کے سر یا پیشانی پر ہتھوڑا مار کر اسے بے ہوش کرنا ناجائز ہے، نیز انگریزی طریقے سے ذبح کرنا یعنی سینے میں ہوا بھر کر جانور کو مارنا بھی ناجائز ہے۔

(ج) مرغیوں کو ذبح سے پہلے کرنٹ دینا جائز نہیں۔اس لیے کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ سوائے چند مرغیوں کے بقیہ تمام مرغیاں ذبح سے پہلے ہی موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔

(د) کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنا یا کیپٹو بولٹ پسٹل کے استعمال سے اسے بے ہوش کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ذبح سے پہلے جانور موت تک نہ پہنچے ایسا جانور اگر ذبح کر لیا گیا تو حرام نہ ہو گا۔

غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان یہ کوشش کریں کہ انہیں تدویخ کے بغیر ذبح کرنے کی اجازت مل جائے۔[32]

فقہی اکیڈمی انڈیا کے احباب کا مؤقف

فقہی اکیڈمی انڈیا کے احباب کا مؤقف یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح سے پہلے بجلی یا کسی اور طریقے سے بے ہوش کرنے کا جو طریقہ رواج پا رہا ہے اور اسے جانوروں کیلئے الم وتکلیف کم کرنے کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے، سیمینار کو اس نقطہء نظر سے اتفاق نہیں ہے بہتر طریقہ یہی ہے کہ بغیر بے ہوش کیے جانور کو ذبح کیا جائے۔ لیکن اگر کہیں یہ طریقہ رائج ہو اور اس بات کا یقین ہو جائے کہ جانور صرف بے ہوش ہوا ہے، مرا نہیں، پھر جانور کو ذبح کر لیا جائے تو ذبیحہ حلال ہو گا۔[33]

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کا مؤقف

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کے نزدیک اگر ذبح سے پہلے ایسے ذرائع اختیار کیے جائیں کہ جس سے جانور کی مزاحمت کی قوت کمزور پڑ جائے اور اسے تکلیف بھی نہ ہو تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں لہٰذا تدویخ کے وہ تمام طریقے اسلام میں جائز ہوں گے کہ جن کے استعمال سے جانور کو تکلیف نہ پہنچے اور ذبح سے پہلے اس میں طبعی حیات کی موجودگی کا غالب گمان ہو، جیسا کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنا، جبکہ سر پر ہتھوڑا مارنا کرنٹ اور کیپٹو بولٹ پسٹل کا استعمال ناجائز ہو گا کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ان طریقوں کے استعمال کے بعد جانور کو ذبح کر دے اور اس میں حیات مستقرہ موجود ہو تو آئمہ اربعہ کے نزدیک وہ جانور حلال ہو جائے گا سننے میں یہ بات آئی ہے کہ مذبح خانوں میں جانور کو عمل تدویخ سے گزارنے کے چند سیکنڈ بعد ذبح کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کا کھانا حلال ہو گا۔[34]

دار الافتاء المصریۃ کا مؤقف

اگر جانور کو صرف عمل تدویخ سے مارا جائے تو وہ میتۃ، منخنقہ اور موقوذہ وغیرہ میں داخل ہو کر از روئے قرآن حرام ہے، لیکن اگر جانور میں حیات مستقرہ موجود تھی اور اسے اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کر دیا گیا تو ایسا جانور آئمہ اربعہ کے نزدیک حلال ہو جائے گا اور اگر اس میں حیات مستقرہ نہ ہو بلکہ حیات کی ذرا سی رمق ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو حلال ہے، ائمہ اربعہ کے نزدیک حلال نہیں ہے۔

عمل تدویخ سے مقصد اگر جانور کی قوت مزاحمت کو کمزور کرنا اور اس پر غلبہ پانا ہو تو ایسا کرنا جائز ہے اور اگر یہ مقصد نہ ہو تو یہ جانور کو تکلیف دینا ہے، اور ایسا کرنا مکروہ ہے۔[35]

عبد العزیز بن باز کا مؤقف

مسلمان اور اہل کتاب کا وہ ذبیحہ کہ جس کے بارے میں علم ہو کہ انہوں نے غیر شرعی طریقے پر ذبح کیا ہے، حلال نہیں ہے، انکا وہ ذبیحہ جو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا گیا ہو یا اس کے بارے میں ہمیں علم نہ ہو کہ انہوں نے اسے کس طرح ذبح کیا ہے تو اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہے، لیکن اگر غیر شرعی طریقے سے اسے ذبح کیا گیا ہو مثلاً بجلی کے جھٹکے وغیرہ سے جانور کو مار دیا جائے تو جانور حرام ہو جائے گا اور اگر عمل تدویخ کے بعد جانور میں حیات تھی اور اسے ذبح کر لیا تو بھی اس کا کھانا حلال ہے۔

شیخ ابن باز نے حرمت علیکم المیتۃ الخ (المائدہ: 3) سے استدلال کیا ہے، کیونکہ جو جانور بجلی کے کرنٹ سے مارا گیا ہو وہ منخنقہ اور موقوذہ میں داخل ہو کر حرام ہو گا خواہ مسلمان نے ایسا کیا ہو یا کتابی نے۔[36]

مجوزین بغیر الشرط کا مؤقف

ذیل میں ان علماء کے مؤقف کو بیان کیا جائے گا جو عمل تدویخ کی تمام صورتوں کو بغیر کسی شرط کے جائز قرار دیتے ہیں۔

مصر کے مفتی محمد عبدہ اور انکے تلمیذ رشید علامہ رشید رضا مصری کا مؤقف

مصر کے مفتی محمد عبدہ کا مؤقف یہ ہے کہ نہ صرف عمل تدویخ مستحسن ہے، بلکہ اگر جانور کو صرف بجلی کے جھٹکوں سے مار دیا جائے اور ذبح نہ کیا جائے تو یہ طریقہ بھی نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن ہے۔ مفتی محمد عبدہ نے اپنی تفسیر المنار میں لکھا ہے :

"وإني لأعتقد أن النبي ﷺ لو اطلع على طريقة التذكية أسهل على الحيوان ولا ضرر فيها كالتذكية بالكهربائية ان صح هذا الوصف فيها لفضلها على الذبح "[37]

"اور میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر نبی ﷺ کو تذکیہ کا کوئی ایسا طریقہ معلوم ہوتا، جو جانوروں کیلئے سہولت کا اور بے ضرر ہوتا، جیسا کہ بجلی کے کرنٹ سے مار کر تذکیہ کرنا ہے، اگر یہ وصف اس میں صحیح ہے، تو آپ ﷺ اس طریقے کو اسلامی ذبح کے طریقے سے افضل قرار دیتے"۔

اس کے بعد واضح لفظوں میں یہ بات بھی کہہ دی کہ جانور کا گوشت کھانا امور طبیعہ عادیہ میں سے ہے، مذہب و ملت سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ شرعی پابندیاں صرف عبادات میں ہوتی ہیں۔ چونکہ لوگوں کے ہاں رائج طریقوں میں سے پالتو جانوروں کیلئے ذبح اور وحشی جانوروں کیلئے عقر کا طریقہ دیگر طریقوں کے مقابلے میں اکثر لوگوں کیلئے آسان تھا، نیز قتل وغیرہ کی نسبت اس میں جانور کو تکلیف بھی کم ہوتی تھی، چنانچہ لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا اور شریعت نے انکے لیے یہی طریقہ مقرر کر دیا۔[38]

مفتی محمد عبدہ کے شاگرد رشید علامہ رشید رضا مصری نے مجلۃ المنار میں ذبائح اہل کتاب سے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے اپنے استاذ مفتی محمد عبدہ کی تائید کی ہے اور فرمایا ہے کہ ذبح سے پہلے اگر جانور کو کسی دھاری دار یا غیر دھاری دار چیز سے مارنے کے بعد ذبح کر لیا جائے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ جانور میں حیات مستقرہ موجود رہتی ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک ایسا جانور حلال ہو جائے گا۔[39]

شیخ یوسف القرضاوی کا مؤقف

شیخ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ جس طرح اہل کتاب سے نکاح کرنے کی اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ہے ایسے ہی ان کے کھانوں کے بارے میں بھی رخصت دی ہے چنانچہ فرمایا :

"وطعام الذين اوتو االكتاب حل لكم"(المائدہ :5)

مشرکین عرب کے کھانوں کے بارے میں اسلام نے شدت اختیار کی اور اہل کتاب کے کھانوں کے متعلق نرمی کا پہلو اختیار کیا، کیونکہ وہ وحی، نبوت اور اصول دین کے اعتراف میں مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

"وطعام الذين اوتو الكتاب حل لكم"(المائدہ:5) کے الفاظ ان کے تمام کھانوں کو شامل ہیں، چاہے وہ ذبائح ہوں یا اناج وغیرہ، سوائے حرام لعینہ کے جیسا کہ میتۃ، دم مسفوح اور خنزیر، اس طرح کی چیزیں نہ تو کسی مسلمان سے کھائی جاسکتی ہیں نہ کتابی سے۔

شیخ یوسف القرضاوی کے نزدیک اہل کتاب کے لیے مسلمانوں کی طرح ذبح کرنا شرط نہیں ہے۔ چنانچہ اہل کتاب کے ممالک سے مسلمانوں کے ملکوں میں جو گوشت درآمد کیا جاتا ہے اور جس کا تذکیہ بجلی کے کرنٹ وغیرہ کے ذریعے عمل میں لایا جاتا

ہے اس کا کھانا شیخ کے نزدیک حلال ہے، کیونکہ اہل کتاب جن کھانوں کو حلال سمجھتے ہیں وہ ہمارے لیے بھی حلال ہیں، ان کی حلت سورۃالمائدہ کی آیت: 5 سے ثابت ہے۔

شیخ نے بطور استدلال کے امام مالک سے پوچھے گئے ایک استفتاء کا جواب بھی نقل کیا ہے کہ امام مالک سے اہل کتاب کہ ان ذبائح کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو وہ اپنے عبادت گاہوں کے لیے ذبح کرتے ہیں تو امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں نہ کہ حرام، مکروہ بھی بطور تقوی کے کہا کہ کہیں "وما اہل لغیر اللہ بہ" (المائدہ: 3) میں داخل نہ ہو، ورنہ امام مالک کے نزدیک اہل کتاب کی نسبت سے "وما اہل لغیر اللہ بہ" (المائدہ: 3) میں صرف وہ جانور داخل ہیں کہ جنہیں اپنے معبودوں کی خوشنودی کیلئے انہوں نے قربان کیا ہو اور وہ انہیں کھاتے نہ ہوں، جبکہ وہ جانور کہ جنہیں ذبح کر کے وہ کھاتے ہوں تو وہ ان کے طعام میں داخل ہو کر " وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم " (المائدہ: 5) کی رو سے حلال ہے۔[40] شیخ یوسف القرضاوی نے ابن عربی کے قول کو بھی دلیل بنایا ہے۔ قاضی ابن عربی نے سورۃالمائدہ آیت : 5 کی تفسیر میں یہ بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شکار اور انکے کھانوں کو مطلقاً حلال کیا ہے۔[41]

شیخ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مغربی ممالک سے آنے والے گوشت کی تفتیش نہ کریں کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ "ما غاب عنه لا نسال عنه " (غائب چیز کی تفتیش نہیں کرنی چاہیے) بلکہ اسے حلال ہی سمجھنا چاہیے۔ بطور دلیل کہ بخاری شریف میں موجود حضرت عائشہ کی حدیث کو بھی نقل کیا ہے:

"عن عائشة رضي الله عنها، أن قوما قالوا للنبيﷺ: إن قوما يأتوننا باللحم لاندري ذكروا اسم الله عليه أم لا؟ فقال: سمو عليه، أنتم وكلوه، قالت: وكانوا حديثي عهد بالكفر۔"[42]

(عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ ایک قوم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ ایک ایسی قوم ہمارے پاس گوشت لاتی ہے کہ جسکے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ انھوں نے ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے کر اسے کھا لیا کرو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ لوگ نو مسلم تھے) لہٰذا مغربی ممالک سے آنے والا گوشت حلال ہے۔[43]

عمل تدویخ سے متعلق معاصر علماء کے مؤقف کا تجزیہ

زیر نظر مقالہ میں مشینی ذبیحہ (عمل تدویخ) سے متعلق معاصر علماء کے مؤقف اور انکے دلائل کا تجزیہ اور ان پر تبصرہ اسی ترتیب سے ذکر کیا گیا جس ترتیب سے ما قبل میں انکے مؤقف کا تذکرہ ہوا۔

علماء برصغیر کی ایک جماعت کہ جس میں مفتی محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا یوسف لدھیانوی، مفتی مولانا انعام الحق قاسمی، خالد سیف اللہ رحمانی اور جامعہ بنوریہ کے دار الافتاء کے مفتیان کرام شامل ہیں جن کے نزدیک عمل تدویخ کا استعمال خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے۔ ان میں سے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ عمل تدویخ کے نتیجے میں خون کا اخراج کم ہوتا ہے، لیکن یہ بات مطلقاً درست نہیں۔ ماہرین کے نزدیک اگر فوراً جانور کو ذبح کر لیا جائے تو خون کا اخراج معمول کے مطابق ہوتا ہے اور اگر کچھ دیر بعد ذبح کیا جائے تو خون کے اخراج میں کمی ہو جاتی ہے۔

عبد اللہ عبد الرحیم العبادی کا مؤقف اس حوالے سے درست ہے کہ انہوں نے عمل تدویخ کے جملہ طریقوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ تدویخ کا کوئی بھی طریقہ ہو اس کا استعمال ذبح سے پہلے ایک اضافی تکلیف ہے۔ لیکن جیسا کہ انہوں نے علی

الاطلاق یہ دعوی کیا ہے کہ مغرب کے مسیحی اور بت پرست خون کو کالے مشروب کی صورت میں استعمال کرتے ہیں اور خون کو محفوظ کرنے کیلئے یہ طریقہ اپناتے ہیں، مقالہ نگار کو اب تک اسکی کوئی سند نہیں مل سکی۔

ڈاکٹر محمد شکیل اوج اگرچہ عمل تدویخ کو درست نہیں سمجھتے، لیکن انہوں نے ذبح اور تذکیہ کے نام سے جو اصطلاحات متعارف کروائی ہیں، اور عمل تدویخ کے بعد جانور کی رگیں کاٹنے کو ذبح اور اسکے بغیر جانور کی رگیں کاٹنے کو تذکیہ کہا ہے، اور یہ بھی باور کرایا ہے کہ اگر جسم سے خون اچھی طرح بہہ جائے تو تذکیہ ہو گا ورنہ صرف جانور ذبح ہو گا، اور پھر ذبح شدہ کو حلال اور تذکیہ شدہ کو حلال طیب کہا ہے، یہ انکا انفرادی نقطہ نظر ہے، جمہور علماء کے ہاں ذبح، تذکیہ کی ایک قسم ہے، نہ کہ کوئی علیحدہ اصطلاح ہے۔

لجنتہ الشبکۃ الاسلامیۃ نے عمل تدویخ کو ناجائز قرار دیا ہے۔ مقالہ نگار کے نزدیک انکا موقف درست ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے تدویخ کی شرعی حیثیت پر کوئی حتمی رائے قائم کرنے کا اقدام نہیں کیا، انکی تمام بحث صرف اس اصول پر کھڑی ہے کہ اگر عمل تدویخ کے استعمال سے ذبح کی تکلیف کم ہو تو اسکا استعمال جائز ورنہ ناجائز ہو گا۔ یہ بھی کہا کہ چونکہ ان طریقوں کے استعمال میں بہت زیادہ شبہات ہیں لہٰذا ان سے دور رہنا مناسب ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی کاوش اچھی ہے کہ اس نے علماء اور غذائی ماہرین کی مشاورت سے عمل تدویخ کے معیارات مقرر کیے۔ تاہم یہ معیارات کرنٹ کے ذریعے جانور کو بے ہوش کرنے سے متعلق ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پستول نما آلے کے ذریعے بے ہوش کرنے کے متعلق معیارات نہیں طے کیے گئے۔ تاہم ان معیارات کے حوالے سے علم الحیوان کے ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ انہیں بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔ کیونکہ حساسیت کے اعتبار سے ہر جانور دوسرے سے منفرد ہوتا ہے، زیادہ حساس جانور ان معیارات کو پورا کرنے کے باوجود ذبح سے پہلے مر سکتے ہیں۔

فقہی اکیڈمی انڈیا کے احباب اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ عمل تدویخ کے ذریعے جانور سے ذبح کی تکلیف کم ہو جاتی ہے، بہتر طریقہ بغیر تدویخ کے ذبح کرنا ہے۔ اس بات سے عمل تدویخ کا جواز سمجھ میں آجاتا ہے۔ کیونکہ جب بغیر تدویخ کے ذبح کرنا بہتر ہے تو اسکا یہی مطلب نکلتا ہے کہ تدویخ کے بعد ذبح کرنا بہتر نہیں بلکہ جائز ہے۔ اگر عمل تدویخ قبل از ذبح ایک اضافی تکلیف ہے اور جانوروں سے ذبح کی تکلیف کم کرنے میں مؤثر نہیں تو اسے صراحتا ناجائز قرار دینا چاہیے تھا۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کے نزدیک تدویخ کے جملہ طریقے تکلیف دہ ہیں، بلکہ صرف کاربن ڈائی اکسائیڈ استعمال کر کے جانور کو بے ہوش کرنا تکلیف سے خالی ہے اور اس میں ذبح سے پہلے جانور میں حیات مستقرہ بھی موجود رہتی ہے۔ غالبا انہوں نے اس طریقہ کو انسانوں کو دیے جانے والے اینستھیزیا پر قیاس کیا ہے۔ اس حوالے سے گزارش یہ ہے کہ آپریشن سے پہلے انسانوں کو جو اینستھیزیا دیا جاتا ہے وہ ہر ہر انسان کو علیحدہ علیحدہ ایک ماہر ڈاکٹر کی موجودگی میں دیا جاتا ہے، جبکہ جانوروں کو اکٹھا ہی ایک گیس کے چیمبر میں بھر کر بے ہوش کر دیا جاتا ہے اور انفرادی طور پر اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ یہ ہر ہر جانور کی قوت مدافعت کے مطابق ہے یا نہیں؟

دار الافتاء المصریۃ نے کہا ہے کہ اگر اسکا مقصد جانور کی قوت مدافعت کو کمزور کرنا ہو تو اسکا استعمال جائز ہے اور اگر جانور کو تکلیف پہنچانا مقصود ہو تو اسکا استعمال مکرہ ہے۔ یہ وجہ فرق جو انہوں نے بیان کی یہ مقالہ نگار کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اگر ایک چیز فی الواقع تکلیف دہ ہے تو آپ کوئی بھی نیت کر لیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس نے تو بہر حال تکلیف دینی ہے۔

شیخ ابن باز نے عمل تدویخ کے جواز و عدم جواز کو موضوع بحث نہیں بنایا بلکہ غیر جانب دارانہ طور پر صرف اتنا کہا ہے کہ محض اسکے استعمال سے جانور کو مار دینے سے جانور حرام ہو جائے گا، لیکن اگر اسکے استعمال کے بعد شرعی طریقے سے ذبح کر دیا جائے تو وہ حلال ہو گا ورنہ نہیں۔

مفتی محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا مصری کا مؤقف جمہور علماء امت کے بالکل برخلاف ہے۔ یہ ان دونوں حضرات کی اجتہادی غلطی ہے کہ انہوں نے محض بجلی کے کرنٹ سے جانور مار دینے کو بھی مستحسن قرار دیا ہے اور دلیل اس بات کو بنایا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنا امور عادیہ میں سے ہے نہ کہ امور تعبدیہ میں سے ہے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ شریعت کا ذبح کرنے کا حکم چاہے امر تعبدی ہو یا امر عادی، بالفاظ دیگر اسکی حکمت و علت ہمیں سمجھ آتی ہو یا نہ آتی ہو، ہم اسکے تبدیل کرنے یا مطلقاً چھوڑ دینے کا حق نہیں رکھتے۔[44]

شیخ یوسف قرضاوی کے مؤقف کا حاصل یہ ہے کہ اگر کتابی صرف عمل تدویخ کے استعمال سے جانور کو قتل کر دے تو بھی اسکا کھانا حلال ہے، لیکن اگر مسلمان ایسا کرے تو اسکا کھانا حرام ہے۔ اگر آیت قرآنی "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم" (المائدہ: 5) کی رو سے ہر قسم کا کھانا حلال قرار دیا جائے تو پھر اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا خنزیر بھی حلال ہونا چاہیے۔ جب خنزیر کو اس وجہ سے حرام قرار دیا گیا کہ ہماری شریعت نے اسے حرام کہا ہے تو پھر ہماری شریعت ہی نے "الا ما ذکیتم" (المائدہ: 3) کی قید لگا کر ہمارے لیے صرف وہی جانور حلال کیے ہیں جو بطریق شرع ذبح کیے گئے ہوں۔[45] جہاں تک ابن عربی کے فتوی کا تعلق ہے تو ابن عربی نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔[46] اور حدیث عائشہ نو مسلموں کے بارے میں ہے، اس سے استدلال کر کے کفار کے ذبائح کو حلال قرار دینا درست نہیں۔[47]

مسلمانوں کو اپنے مذبح خانوں میں اسلامی ذبح کے شرائط اور آداب ملحوظ رکھتے ہوئے جانور کو ذبح کرنا چاہیے، ماہرین حیوانات اور علماء کرام نے مذبح خانوں میں اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ تدویخ کا کوئی بھی طریقہ تکلیف سے خالی نہیں اور یہ ذبح سے پہلے جانور کے لیے ایک اضافی تکلیف ہے۔ حالانکہ شرعی طور پر حکم یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح کے موقع پر سہولت و آرام کے ساتھ ذبح کیا جائے اور انھیں کسی بھی اضافی تکلیف سے بچایا جائے۔ شریعت نے احکام شرع کا دارومدار مشاہدہ پر رکھا ہے اور مشاہدہ یہی ہے کہ عصر حاضر میں مشینی ذبیحہ کی تکلیف کو کم یا ختم کرنے کی بجائے، ذبح سے پہلے ایک اضافی تکلیف ہے، لہٰذا مشینی ذبیحہ کا کوئی بھی طریقہ استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

جہاں تک مغربی ممالک کے مذبح خانوں کا تعلق ہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہاں کی حکومتوں سے یہ بات منظور کروائیں کہ مسلمان عمل تدویخ کے بغیر جانور ذبح کریں گے، جیسا کہ کوشر گوشت جو یہودیوں کے لیے بمنزلہ حلال گوشت ہے، اس میں صرف وہ اپنے مذہبی طریقے پر اکتفاء کرتے ہیں اور تدویخ کے طریقے کو قبول نہیں کرتے۔ لیکن جہاں کہیں مشینی طریقہ کو اختیار کرنا قانونی مجبوری ہے، وہاں بھی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تدویخ کے صرف وہ طریقے اختیار کیے جائیں کہ جن سے جانور کی موت واقع نہیں ہوتی، جیسا کہ اسلامی فقہ اکیڈمی سعودی عرب نے اپنی دسویں قرارداد میں مرغیوں کے لیے ٹھنڈے پانی میں کرنٹ چھوڑ کر انھیں بے ہوش کرنے اور جانوروں کے سر پر ہتھوڑا مار کر انھیں بے ہوش کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے، کیونکہ ماہرین کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں جانور کی موت واقع ہونے کی قوی امکانات ہوتے ہیں، جبکہ چھوٹے جانوروں کو چمٹی نما آلہ کے ذریعے کرنٹ دے کر یا کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کے چیمبر میں ڈال کر بے ہوش کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

خلاصہ بحث:

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبیحہ کے باب میں اسلام نے جو واضح اور مضبوط اصول مقرر کیے ہیں، وہ عصر حاضر کی تمام معاصر صورتوں پر پوری طرح منطبق ہوتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کو شریعت کے تابع رکھا جا سکتا ہے، مگر شریعت کو ٹیکنالوجی کے تابع نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ذبیحہ کی ہر نئی صورت کو قبول کرنے سے قبل اسے قرآن و سنت اور فقہی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھنا ناگزیر ہے۔ احتیاط، تحقیق اور شرعی نگرانی ہی اس مسئلے کا جامع حل ہے۔

نتائج البحث:

1. اسلامی شریعت میں حلال ذبیحہ کے لیے اصل شرط یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور جانور کی رگیں (حلق، مری، اور دو شہ رگیں) کاٹی جائیں۔ یہ اصول آج کی جدید صورتوں (مشینی ذبح، برقی بے ہوشی وغیرہ) میں بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔
2. تحقیق سے معلوم ہوا کہ اگر مشین چلانے والا مسلمان ہو، بسم اللہ پڑھے، اور ہر جانور پر تسمیہ کا اعتبار قائم ہو تو مشینی ذبح کو اکثر معاصر علماء نے جائز قرار دیا ہے۔ تاہم بعض علماء ہر جانور پر علیحدہ تسمیہ کے قائل ہیں، اس لیے اختلاف موجود ہے۔ اگر برقی جھٹکا جانور کو صرف بے ہوش کرے اور اس کی موت کا سبب نہ بنے تو اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر جھٹکے سے جانور مر جائے تو وہ حرام ہوگا۔ اس پہلو میں احتیاط کی شدید ضرورت ہے۔
3. قرآن مجید کی روشنی میں اہلِ کتاب کا ذبیحہ اصولی طور پر جائز ہے، مگر موجودہ دور میں چونکہ ان کے ذبح کے طریقے شریعت کے مطابق نہیں ہوتے (تسمیہ ترک، مشینی ذبح میں بے احتیاطی)، اس لیے عملی طور پر شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔
4. جدید دور میں حلال سرٹیفکیشن ادارے ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں، لیکن تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ تمام ادارے یکساں معیار پر پورا نہیں اترتے، جس سے عوام میں اعتماد کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ عالمی سطح پر گوشت کی تجارت میں حلال معیارات کو تسلیم کیا جا رہا ہے، مگر بعض ممالک میں صنعتی سہولتوں کی وجہ سے شرعی اصولوں میں نرمی یا تاویل کی جاتی ہے۔

سفارشات:

1. ہر ذبح خانے (Slaughterhouse) میں مستند علماء اور ماہرینِ شریعت کی نگرانی لازم کی جائے تاکہ ذبح کے تمام مراحل شریعت کے مطابق ہوں۔
2. مشینی ذبح میں ایسے نظام متعارف کرائے جائیں جن سے ہر جانور پر بسم اللہ پڑھنے کا اہتمام یقینی ہو، یا کم از کم اس پر متفقہ فقہی رائے اختیار کی جائے۔ برقی یا دیگر بے ہوش کرنے کے طریقوں کے لیے واضح شرعی اور سائنسی گائیڈ لائنز بنائی جائیں تاکہ جانور کی موت ذبح سے پہلے نہ ہو۔
3. عالمی سطح پر ایک متفقہ اور معتبر حلال سرٹیفکیشن اتھارٹی قائم کی جائے جو شفاف اور قابلِ اعتماد ہو۔ مسلمانوں کو ذبیحہ کے شرعی اصولوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ حلال و حرام میں تمیز کر سکیں اور شعوری فیصلے کریں۔
4. معاصر مسائل کے حل کے لیے علماء اور سائنسی ماہرین کے درمیان مشترکہ تحقیق کو فروغ دیا جائے تاکہ جدید ٹیکنالوجی اور اسلامی اصولوں میں ہم آہنگی پیدا ہو۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ عالمی تجارتی معاہدوں میں حلال معیارات کو شامل کریں اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] الفیومی، احمد بن محمد بن علی (م ۷۷۰)، المصباح المنیر، دارالرسالہ العالمیہ بیروت، ۱۴۳۶ھ، ج ۳، ص ۲۹۲

[2] حلقوم: سانس لینے کی نالی۔

[3] مریء : نرخرہ سے معدے تک کھانے پینے کی نالی۔

[4] ودجان: گلے سے ملا ہوا دل اور پھیپھڑے کا حصہ۔

[5] البیہقی، احمد بن حسین بن علی (م ۴۵۸)، السنن الکبری، کتاب الضحایا، باب الذَّكَاةِ فِي الْمَقْدُورِ عَلَيْهِ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالْحَلْقِ ، رقم الحدیث: (۱۹۱۴۲)، ج ۹، ص ۴۶۷

[6] المائدہ، ۵: ۴

[7] دار قطنی، علی بن عمر (م ۳۸۵ھ)، سنن دار قطنی، مؤسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ، ج ۴، ص ۲۸۳

[8] الکوثر، ۲: ۱۰۸

[9] بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب من نحر بیدہ، رقم الحدیث: ۱۷۱۲

[10] القشیری، مسلم بن حجاج، (م ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الاضاحی، باب جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَائِرَ الْعِظَامِ، رقم الحدیث: ۵۰۹۲

[11] بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کِتَاب الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ، بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ، رقم الحدیث: ۵۴۷۶

[12] المائدہ، ۵: ۳

[13] بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کِتَاب الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ، باب مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالأَصْنَامِ، رقم الحدیث: ۵۴۷۶

[14] الانعام، ۶: ۱۱۹

[15] القشیری، مسلم بن حجاج، (م ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الاضاحی، باب جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَائِرَ الْعِظَامِ، رقم الحدیث: ۵۰۹۲

[16] شان الحق حقی، اوکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری، اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2005ء

[17] *C.W.G/Edt ,The New Encyclopedia Britannica, Encyclopedia Britannica, Inc, 15th Edition, 2010, Food Processing, P.356*

[18] ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم علی بن احمد، لسان العرب، بیروت، دار صادر، 1414ھ، 16/3

[19] *McSmith ,A, I'll have my lobster electrocuted, please) ,London: The Independent Newspaper), June 14, 2013.*

[20] *International Training Workshop on Welfare StanDārds Concerning the Stunning and Killing of Animals in Slaughterhouses or for Disease Control, (Bristol :Humane Slaughter Association2006*

[21] *Captive-Bolt Stunning of Livestock, (England: Humane Slaughter Association), 2013*

[22] سنت کا لفظ ایسے عمل متوارث پر بھی بولا جاتا ہے جس میں نسخ کا کوئی احتمال نہ ہو، حدیث کبھی ناسخ ہوتی ہے کبھی منسوخ؛ مگر سنت کبھی منسوخ نہیں ہوتی، سنت ہے ہی وہ جس میں توارث ہو اور تسلسلِ تعامل ہو، حدیث کبھی ضعیف بھی ہوتی ہے کبھی صحیح، یہ صحت و ضعف کا فرق ایک علمی مرتبہ ہے، ایک علمی درجہ کی بات ہے، بخلاف سنت کے کہ اس میں ہمیشہ عمل نمایاں رہتا ہے۔

[23] گنگوہی، محمود حسن، مفتی، فتاوی محمودیہ، کراچی، جامعہ فاروقیہ، 2005ء، 260/17-261؛ لدھیانوی، محمد یوسف، مولانا، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبہ لدھیانوی، 1998ء، 453/5؛ تھانوی، اشرف علی، مولانا، امداد الفتاوی، کراچی، مکتبہ دارالعلوم،، 2010ء، 607/3-608؛ رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، قاموس الفقہ، کراچی، زمزم پبلشرز، 2007ء، 456/3؛ جامعہ بنوریہ کراچی کا فتوی، مؤرخہ 19 ذوالحجہ 1432ھ

[24] عبد الرحمٰن بن محمد، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ، 654/1؛ کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1406ھ، 2788/6-2789؛ بکری، ابو بکر بن محمد، اعانۃ الطالبین، بیروت، دار الفکر، 1418ھ، 343/2

[25] لدھیانوی، محمد یوسف، مولانا، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبہ لدھیانوی، 1998ء، 453/5

[26] تھانوی، اشرف علی، مولانا، امداد الفتاوی، کراچی، مکتبہ دارالعلوم،، 2010ء، 607/3-608

[27] العبادی، عبداللہ عبدالرحیم، الذبائح فی الشریعۃ الاسلامیۃ، حافظ محمد عبد الغفار (مترجم)، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 1988ء، 88-96

[28] اوج، محمد شکیل، شرعی اور مشینی ذبیحہ (ایک تحقیقی اور تقابلی جائزہ)، (شش ماہی) جہات الاسلام، اسلامک اسٹڈیز، لاہور، جلد 6 شمارہ 2، جنوری- جون 2013ء، 95-100

[29] لجنۃ الفتوی بالشبکۃ الاسلامیۃ کا فتوی، مؤرخہ 5 جمادی الاولی 1424ھ

[30] القشیری، مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح وما یؤکل من الحیوان، باب الامر باحسان الذبح والقتل

[31] تقی عثمانی، محمد، فقہی مقالات، کراچی، میمن اسلامک پبلشرز، 1424ھ، 253/4-289

[32] مجمع الفقہ الاسلامی، قرار بشان الذبائح، مجلۃ المجمع، جدۃ، منظمۃ المؤتمر الاسلامی، العدد العاشر، جلد 1، ص 53

[33] قاسمی، مجاہد الاسلام، مولانا، اہم فقہی فیصلے، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ص 82

[34] وھبہ الزحیلی، الدکتور، الفقہ السلامی وادلتہ، دمشق، دار الفکر، س-ن، 2800/4-2801

[35] دار الافتاء المصریۃ کا فتوی، مؤرخہ 16 ربیع الاول 1401ھ

[36] ابن باز، عبدالعزیز بن عبداللہ، مجموع فتاوی العلامہ عبدالعزیز بن باز، محمد بن سعد الشویعر (طابع)، س-ن، 428/8-429

[37] محمد رشید رضا، تفسیر المنار، مصر، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990ء، 144/6

[38] رضا، محمد رشید، تفسیر المنار، دار المنار قاہرہ، 1366ھ، ج 6، ص 120

[39] محمد رشید رضا، مسألۃ ذبائح اہل الکتاب تائید الفتوی بالإجماع، مجلۃ المنار، مطبعۃ المنار، مصر، جلد 6 شمارہ 21، 16 ذوالحجۃ 1321ھ، ص 812-831

[40] القرضاوی، محمد یوسف، الحلال والحرام فی الاسلام، دمشق، دار القرآن الکریم، 1378ھ، ص 61-63

[41] ابن العربی، محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، بیروت، دار الفکر، 1408ھ، 42/2-45

[42] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب ذبیحۃ الاعراب ونحوھم

[43] القرضاوی، محمد یوسف، الحلال والحرام فی الاسلام، ص 64

[44] ولی حسن ٹونکی، مولانا، ذبح کا مسنون طریقہ مشمولہ فتاوی بینات، کراچی، مجلس دعوت و تحقیق اسلامی، 2006ء، 501/4-504

[45] محمد شفیع، مفتی، جواہر الفقہ، کراچی، مکتبہ دار العلوم، 1999ء، 388/2

[46] احکام القرآن، 46/2

[47] مجموع فتاوی العلامہ عبدالعزیز بن باز، 428/8-429